

# نُقول آیات قرآن بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۵۱۳۳۹



تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

# نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان

(زمین و آسمان کس کس نے ہونے کے بارے میں حق و باطل کے درمیان فرق کر نیوالی (قرآن مجید کی) آیتوں کا نازل ہونا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُكَ يَا وَصَلَى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِیْمِ

مسلم علیہ السلام از مرقی بازار لاہور مسطور مولوی حاکم علی صاحب ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ  
یا سیدی اعلیٰ حضرت سلیم اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

اما بعد هذا من تفسیر جلالین (۱) اللہ	بعد از یہ تفسیر جلالین کی عبارت ہے (بیشک
یسک السموات والارض ان تنزولا	اللہ تعالیٰ رو کے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو
ای یمنعہما من الن والیوا ایضا (اولم	کہ جنبش نہ کریں) یعنی ان کو زوال سے روکے
تکونوا قسمتم) حلفتم (من	ہوئے ہے۔ یہ بھی اس میں ہے (تو کیا تم پہلے
قبل) ف الدنیا (مالکم	قسم نہ کیا چکے تھے) دنیا میں (میں ہے تمہیں)

لہ تفسیر جلالین تحت آیت ۲۵/۴۱ مطبع مجتہائی دہلی حصہ دوم ص ۲۹۵



تفسیر حسینی کی عبارت (ان الله) بیشک اللہ تعالیٰ  
(بیشک السموات والارض) محفوظ رکھتا ہے  
آسمانوں اور زمین کو (ان تزدلا) اس واسطے کہ اپنی  
جگہوں سے زائل نہ ہو جائیں کیونکہ ممکن کیلئے حالت بقا  
میں کسی محافظ کا ہونا ضروری ہے۔ منقول ہے کہ  
جب یہود و نصاریٰ نے حضرت عزیر اور حضرت یحییٰ  
علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا تو آسمان و  
زمین پھٹنے کے قریب ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ  
میں اپنی قدرت کے ساتھ ان کو محفوظ رکھتا ہوں تاکہ  
یہ زوال نہ پائیں یعنی اپنی جگہ سے ہٹ نہ سکیں۔  
اُسی میں ہے (اولم تکنوا اقسام من قبل)  
ان کے جواب میں فرشتے بطور بیان کہیں گے کہ  
کیا تم نے اس سے پہلے دنیا میں قسمیں نہیں کھائی  
تھیں کہ تم دنیا میں ہمیشہ رہو گے اور سوئے رہو گے  
(ما لکم من زوال) تمہارے لئے کوئی زوال نہیں  
ہوگا۔ مراد یہ ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم دنیا میں ہمیشہ  
رہیں گے اور دوسرے جہان میں منتقل نہیں ہو گے۔  
اور اسی میں ہے (وان کان مکرم) یقیناً ان کا  
مکرم سختی و ہون کی میں اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ  
(لقدول منه الجبال) اس کی وجہ سے پہاڑ اپنی جگہ  
سے ہٹ جاتے۔ (ت)

السموات والارض) نگاہ میدارد  
آسمان و زمین را (ان تزدلا)  
برائے آنکہ زائل نہ شوند از اماکن خود چہ  
ممکن را در حال بقا تا چار است  
از نگاہ وارندہ آورده اند کہ چون یہود و نصاریٰ  
عزیر و یحییٰ را بپندہ زندگی حق بپندہ  
نسبت کردند آسمان و زمین نزدیک  
بآن رسید کہ شگافتہ گرد حق تعالیٰ منسجم  
کہ من بقدرت نگاہ می دارم ایشان را  
تا زوال نیابند یعنی از جائے خود نموند بیضا  
(اولم تکنوا) در جواب ایشان گویسند  
فرشتگان آیا نبودید شما کہ از دمے مبالغہ  
(اقسم من قبل) سوگند سے خود دید پیش ازین  
در دنیا کہ شما پابند و خواہید بودید (ما لکم  
من زوال) نباشد شمار ایچ زوالے مراد  
آفت کہ می گفتند کہ ما در دنیا خواہیم بود و  
بسرائے دیگر نقل نخواہیم نمود، و ایضا (وان  
کان مکرم) و بدرستیکہ بود کہ ایشان  
در سختی و ہول ساختہ پراختہ (لقدول) تا اند جائے  
برود (منہ الجبال) زان مکرکہ ہا۔

۷۰۵	ص	مطبوعہ محمدی واقع بمبئی انڈیا	تحت آیہ ۲۵/۴۱	تفسیر حسینی قادری
۲۱۹	ص	" " "	۴۴/۱۴	" " " "
"	"	" " "	۴۶/۱۴	" " " "

اسے محبوب و محب فقیر اید کہ اللہ تعالیٰ فی حکل حال (اللہ تعالیٰ ہر حال میں آپ کی مدد فرمے۔ ت) جب کافروں کے زوال کے معنی ان کا اس دنیا سے دارالآخرۃ میں جانا مسلم ہوا تو مسافر صاف ہو گیا کیونکہ کافر زمین پر پھرتے چلتے ہیں اس پھرنے چلنے کا نام زوال نہ ہوا کہ یہ اُن کا چلنا پھرنا اپنے امانک میں ہے کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے اُن کو حرکت کرنے کا امکان دیا ہے وہاں تک ان کا حرکت کرنا اُن کا زوال نہ ہوا، یہی حال پہاڑوں کا ہوا کہ ان کا اپنے امانک سے ذائل ہو جانا ان کا زوال ہوا، جب یہ حال ہے تو زمین کا بھی اپنے امانک سے زائل ہو جانا اس کا زوال ہو گا اور اپنے امانک میں اس کا حرکت کرنا زوال نہیں ہو سکتا۔ شکر ہے اس پروردگار کا کہ کسی صابانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مجھے گریز نہ ہوا اور میری مشکل بھی از بارگاہ حل مشکلات حل ہو گئی برکت کلامِ حکیم و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً و رزقہ اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ من حیث لا یحسب لہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا

جہاں اس کا گمان نہ ہو۔ (ت)

اور اس طرح ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سبکوں فی مکان کی تصریح فرمادی مگر زمین کے پاس سے میں ایسا نہ فرمایا یعنی آسمان کی تصریح کی طرح تصریح نہ فرمائی یعنی خاموشی منسربائی۔ قربان جاؤں احسن الخالقین تبارک و تعالیٰ کے اور باعث خلق عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور حضرت معلم الخیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ سائنس کی سرکوبی کے لئے زمین کے زوال اس کے امانک سے کئے معنی آپ کے اس تابعدار مجاہد کبیر پر حیاں فرمائے کہ زمین کے زوال نہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جب امانک میں اللہ تعالیٰ نے اس کو امساک کیا ہے اس سے یہ باہر نہیں برک سکتی مگر ان امانک میں اس کو حرکت لہر کردہ شدہ عطا فرمائی ہوتی ہے جیسے کہ اس پر کافر چلتے پھرتے ہیں اور یہ اُن کا زوال نہیں ہے اسی طرح سے اپنے مدار میں اور سورج کی ہر ای میں امساک کردہ شدہ ہے اور جا ذیہ اور رفتار کیلئے صرف اللہ پاک کے امساک کا ایک ٹھوسہ اہدیکہ نہیں، اب چاہیں تو جا ذیہ اور رفتار دونوں کو معدوم کر دیں اور ہر چیز کو اس کے چیز میں ساکن فرمادیں اسی سے زائل نہیں ہو سکتی جیسے کہ سورج و الشمس تجوی لستقر لہما (اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھراؤ کے لئے۔ ت) کی زد سے اپنے مجرے میں امساک کیا گیا ہو اسے اور

اپنے جُرس میں چل رہا ہے مگر اس کے اس چلنے کا نام زوال نہیں بلکہ جریان ہے تو زمین کا بھی اپنے مدار میں اور سورج کی ہر ایسی میں چلنا اس کا جریان ہے نہ کہ زوال۔

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ  
 فَاَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالشُّكْرُ وَالْمِنَّةُ۔ اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے  
 تمام جہانوں کا اور اس کا شکر ادا احسان ہے (ت)  
 غریب نواز اکرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ سائنس کو لہر سائنسوں  
 کو مسلمان کیا ہوا اَلَمْ نَجْعَلِ الْاِنْسَانَ مِنْ مَّهَادَاً (کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا۔ ت) کہہ جائے  
 الَّذِي جَعَلْنَا لَكُمْ الْاِسْرَافَ مَهْدًى اَمْ (وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا نہ کیا۔ ت)  
 درج فرمادیں دیر پا چسپ میں، سب کو سلام سنون قبول ہو۔

### الجواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي بامرہ قامت السماء  
 والارض والصلوة والسلام على شفيعة  
 يوم العرض والہ وصحبہ وابنتہ و  
 حزبه اجمعين، آمين!  
 تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس کے حکم  
 سے آسمان و زمین قائم ہیں، اور درود و سلام  
 ہو روز قیامت شفاعت کر لے والے پر اور  
 ان کی آل، اصحاب، اولاد اور تمام اُمت پر۔  
 آمین! (ت)

مہاراجہ مخلص فقیر، حق طلب حق پذیر سلمہ اللہ التقدير! وعليكم السلام ورحمة الله و  
 بركاته۔ دسواں دن ہے آپ کی رجسٹری آئی میری ضروری کتاب کہ طبع ہو رہی ہے اس کی اصل کے  
 صفحہ ۱۰۸ تک کاتب لکھ چکے اور صفحہ ۱۰۹ کے بعد سے مجھے تقریباً چالیس صفحات کے قدر مضامین  
 بڑھانے کی ضرورت محسوس ہوئی، یہ مباحث جلیلہ و قیمر پر مشتمل تھی، میں نے ان کی تکمیل مقدم جانی کہ طبع  
 جاری رہے، اور طبیعت کی حالت آپ خود طحہ فرما گئے ہیں وہی کیفیت اب تک ہے اب بھی اُسی  
 طرح چار آدمی گھسی پر بٹھا کر مسجد کو لے جاتے لاتے ہیں، ان اوراق کی تحریر اور ان مباحث جلیلہ فاضلہ

کی نتیجہ و تقریر سے مجھ پر تعالیٰ رات نادر خ ہر اور آپ کی محبت پر اطمینان تھا کہ اس ضروری دینی کام کی تقدیم کو ناگوار نہ رکھیں گے۔

آپ نے اپنا لقب مجاہد کبیر رکھا ہے مگر میں تو اپنے تجربے سے آپ کو مجاہد اکبر کہہ سکتا ہوں۔ حضرت مولانا الاسد الاسد الشہ مولوی محمد وحی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لہجہ جلد سے جلد حق قبول کر لینے والا میں نے آپ کے برابر نہ دیکھا اپنے جیسے ہرے خیال سے فورا حق کی طرف رجوع لے آنا جس کا میں بار بار آپ سے تجربہ کر چکا ہوں۔ جہاد اللہ سے جہاد اکبر ہے تو آپ اس میں مجاہد اکبر ہیں یا سر اللہ تعالیٰ و تقبل امین۔ امید ہے کہ بعونہ تعالیٰ اس مسئلہ میں بھی آپ ایسا ہی جلد از جلد قبول حق فرمائیں گے کہ باطل پر ایک آن کے لئے بھی اصرار میں نے آپ سے نہ دیکھا و لہذا الحمد۔

اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں کو اکب چل رہے ہیں حیل فی خلقت یسبحون ہر ایک ایک شک میں تیرتا ہے 'جیسے پانی میں تھلی۔ اللہ عز و جل کا ارشاد آپ کے پیش نظر ہے: ان اللہ یسبحک السّمٰوٰتُ و الارضُ ان تزدلّا ۝ بیشک اللہ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے و لئن نہ الت ان اصکھما من احد من بعدہ انہ کان حلیما غفورا ۝ انھیں کوں روکے، بے شک وہ علم والا بخشنے والا ہے۔ (ت)

میں یہاں اولاً اجماعاً چند حرف گزارش کروں کہ ان شاشا اللہ تعالیٰ آپ کی حق پسندی کو دیکھی کافی ہوں! پھر قرآن سے تفصیل۔

اجمال یہ کہ افتخار العباد بعد الخلفاء الاربابہ سیدنا عبد اللہ ابن مسعود صاحب ستر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس آیت کریمہ سے مطلق حرکت کی نفی مانی، یہاں تک کہ اپنی جگہ قائم رہ کر محور پر گھومنے کو بھی زوال بتایا (دیکھئے نمبر ۲)۔

حضرت امام ابوہکیم تاجی ثقفی جلیل قلبیہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زوال کو مطلق حرکت سے تفسیر کیا۔ (دیکھئے آخر نمبر ۲)

ان حضرات سے زائد عربی زبان و معانی قرآن مجید والا کون!

علامہ نظام الدین حسن نیشاپوری نے تفسیر غرائب القرآن میں اس آیت کریمہ کی تفسیر فرمائی: (ان نزولا) کراہۃ نما والہما عن مقرہما و مرکزہما یعنی اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں اپنے مقوم مرکز سے ہٹ نہ جائیں۔ مقر ہی کافی تھا کہ ہائے قرارہ آرام ہے، قرار سکون ہے منافی حرکت۔ قاموس میں آتا ہے، قمر سکتا۔ مگر انھوں نے اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس کا عطف تفسیری مرکز ہما زاد کیا مرکز جاتے مرکز۔ مرکز کا ڈالنا، بجانا۔ یعنی آسمان و زمین جہاں تجھے ہوئے گڑھے ہوئے ہیں وہاں سے نہ ہرکے۔ نیز غرائب القرآن میں زیر قول تعالیٰ، الذی جعلکم الارض فداشا (اور جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا۔ ت) فرمایا:

لا یتھ الا فتراش علیہا ما لھ تکف ساکنۃ کو یکفی فی ذلک ما اعطاھا خالقہا و مرکز فیہا من المیل الطبیعی الی الوسط الحقیقی بقدرتہ و اختیارہ امت۔ اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا۔  
 زمین کو بچھونا بنانا اس وقت تک تمام نہیں ہوتا جب تک وہ ساکن نہ ہو۔ اور اس میں کافی ہے وہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و اختیار کے ساتھ اس میں وسط حقیقی کی طرف میل طبعی مرکز فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، میسک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ ہرکے نہ پائیں۔ (ت)

اسی آیت کے نیچے تفسیر کیرام لمز الدین رازی میں ہے:

اعلم ان کوثر الارض فراشا مشروط بكونہا ساکنۃ اذ لا لارض غیر متحرکۃ لا بالاستدسارۃ ولا بالاستقامۃ، و سکون الارض لیس الامن اللہ تعالیٰ بقدرتہ و اختیارہ و لہذا قال اللہ تعالیٰ امت اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا ثم ملقطا۔  
 جان لے کہ زمین کا بچھونا ہونا اس کے ساکن ہونے کے ساتھ مشروط ہے۔ لہذا زمین نہ حرکت مستدیرہ کے ساتھ متحرک ہے اور نہ ہی حرکت مستقیمہ کے ساتھ۔ اور اس کا ساکن ہونا محض اللہ تعالیٰ کی قدرت و اختیار سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ ہرکے نہ پائیں (العلقہ)

لہ غرائب القرآن (تفسیر نیشاپوری) تحت آیت ۲۵/۴۱ مصطفیٰ البابی مصر ۸۴/۲۲

لہ التامس المیط باب الرار فصل العات ۱۱۹/۲

لہ غرائب القرآن (تفسیر نیشاپوری) تحت آیت ۲۲/۴ ۱۹۲/۱

لہ مفتاح الغیب (التفسیر النکیر) ۲۲/۲ المطبعة المصریۃ بمیدان الانبیا ۱۲۰/۳



قرآن عظیم کے وہی معنی لینے میں جو صحابہ و تابعین و مفسرین متہدین نے ان سب کے خلاف وہ معنی لینا جن کا پتا نصرانی سائنس میں ملے مسلمان کو کیسے حلال ہو سکتا ہے، قرآن کریم کی تفسیر بالاسے اسد کبیرہ ہے جس پر حکم ہے،

فلیتنبؤا مقعدۃ من النار ۱۱۱ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

یہ تو اس سے بھی بڑھ کر ہو گا کہ قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے بھی نہیں بلکہ رائے ضاری کے موافق والعیاذ باللہ، یہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ صحابی جلیل القدر ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اسرار رکھائے ان کا لقب ہی صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے اسرار حضور کی باتیں پوچھتے، اور عبد اللہ تو عبد اللہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ یہ جو فرمائیں اسے مضبوطی سے مضبوطی سے تھامو۔ (ابن مسعود کے فرمان کو مضبوطی سے تھامو۔ ت) اور ایک حدیث میں ارشاد ہے،

رضیت لامتی ما رضی لہا ابن ام عبد  
وکیہت لامتی ما کرم لہا ابن ام عبد ۱۱۲  
میں نے اپنی امت کے لئے پسند فرمایا جو اس  
کے لئے عبد اللہ ابن مسعود پسند کریں اور میں نے  
اپنی امت کے لئے ناپسند رکھا جو اس کے لئے  
ابن مسعود ناپسند رکھیں۔

اور خود ان کے علم قرآن کو اس دور پر ترجیح بخشی کہ ارشاد فرمایا،  
استقرأ القرآن من اربعة من  
عبد اللہ ابن مسعود الحدیث۔  
قرآن چار شخصوں سے پڑھو۔ سب میں پہلے عبد اللہ  
ابن مسعود کا نام لیا۔

یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بروایت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ

۱۱۹/۲	جامع الترمذی	باب ما جاز فی الذی یفسر القرآن بالیہ	امین گنپی دہلی
۲۲۱/۲	جامع الترمذی	باب المناقب مناقب عبد اللہ بن مسعود	امین گنپی دہلی
۱۲۸/۱	حلیۃ الاولیاء	ذکر عبد اللہ بن مسعود	دار الکتب العربیہ بیروت
۲۹۰/۹	مجمع الزوائد	کتاب المناقب مناقب عبد اللہ بن مسعود	" " " " " "
۵۳۱/۱	صحیح البخاری	" " " " " "	قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۹۳/۲	صحیح مسلم	کتاب الفضائل فضائل	" " " " " "

علیہ وسلم ہے۔

اور عجائبِ فہمائے انہی سے یہ کہ آیہ کبر ان تزولا کی تفسیر اور یہ کہ محور پر حرکت بھی موجبِ زوال ہے چہ جائے حرکت علی المدار۔ ہم نے دو صحابی جلیل القدر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، دونوں کی نسبت حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بات تم سے بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔ دونوں حدیثیں جامع ترمذی شریفین کی ہیں۔ اول:

ما حدَّثکم ابن مسعود فصدقوا۔ جو بات تم سے ابن مسعود بیان کرے اس کی تصدیق کرو۔ (ت)

دوم:

ما حدَّثکم حذیفۃ فصدقوا۔ جو بات تم سے حذیفہ بیان کرے اس کی تصدیق کرو۔ (ت)

اب یہ تفسیر ان دونوں حضرات کی نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسے انوار اس کی تصدیق کرو والحمد للہ رب العالمین ہمارے معنی کی تو یہ غلبہ شان ہے کہ مفسرین سے ثابت، تابعین سے ثابت، ائمہ صحابہ کرام سے ثابت، خود حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے اُس کی تصدیق کا حکم۔

اور عنقریب ہم بفضل اللہ تعالیٰ اور بہت آیات اور صدقہٗ احادیث اور اجماع امت اور خود اقرار مجاہد کبیر سے اس معنی کی حقیقت اور زمین کا سکون مطلق ثابت کریں گے وہاں اللہ التوفیقی۔ آپ نے جو معنی لئے کیا کسی صحابی، کسی تابعی، کسی امام، کسی تفسیر، یا جانے دیجئے چھوٹی سے چھوٹی کسی اسلامی عام کتاب میں دکھا سکتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ زمین گردِ آفتاب دورہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے صرف اتنا دور کئے ہوئے ہے کہ اس مدار سے باہر نہ جائے لیکن اس پر اسے حرکت کرنے کا امر فرمایا ہے۔ حاشیہ! ہرگز کسی اسلامی رسالہ، پرچہ، رقمہ سے اس کا پتا نہیں دے سکتے سوائے نٹس نھاری کے۔ آگے آپ انصاف کر لیں گے کہ معنی قرآن وہ لئے جائیں یا یہ۔ مجاہد مخلص! وہ

لے جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب عمار بن یاسر امین کپنی دہلی ۲۲۱/۲

مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفہ بن الیمان المکتب الاسلامی بیروت ۲۸۵/۵ ۲۰۲

لے جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناقب حذیفہ بن الیمان امین کپنی دہلی ۲۲۲/۲

لا تَقْنِي الْاَعْلَى لَا سَبِيْعَ الْاَذْوَالِ فَقَارُ بَعْلَهٗ  
نہیں ہے کوئی جوانِ مگر مَلّ (کرم اللہ وجہہ الکریم)  
اور نہیں ہے کوئی عمارِ مگر ذوالفقار۔ (ت)

لا اوجہ الاوجہ العین ولا ہم الاہم  
 ورنہیں مگر آنکھ کا درد اور پرش فی نہیں مگر  
 قرض کی پرش فی۔

عجمی مخلص! اللہ عزوجل نے آپ کو پناہ مستقل سنی کیا ہے آپ جانتے ہیں کہ اب سے پہلے رافضی ہوم بد مذمتے کا ہے سے رافضی ہوئے، کیا اللہ یا قرآن یا رسول یا قیامت وغیرہ ضروریات دین سے کسی کے منکر تھے؟ ہرگز نہیں، انھیں اسی نے رافضی کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حکمت مذکورہ تھا اہل کو صحابہ کی عظمت سے ملو کر لینا فرض ہے انھوں نے قرآن کریم صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھا حضور سے اس کے معانی سیکھے ان کے ارشاد کے آگے اپنی فہم ناقص کی وہ نسبت سمجھنی بھی غلط ہے جو ایک علامہ تیسرے کے حضور کسی جاہل غنوار پر تیز کر۔ تمباہا صحابہ اور خصوصاً تالیف و قید اللہ ابن مسعود جیسے

سورة القرآن الكريم ٢٣/٢٠

۱۰ تحذیر الناس      کتب خانہ رحیمہ سہارن پور انڈیا      ص ۴

۱۲۵

سنة الامراء المرفقة حديث ۱۰۹۰ دار الكتب العلمية بيروت م ۲۶۵

ۛۛ الدرة المنتشرة في الواح حدیث المشهور حریف لا حدیث ۛۛۛ المكتب الاسلامی بیروت ص ۛۛ

صحابہ کی یہ کیا عظمت ہوئی اگر ہم خیال کریں کہ جو معنی قرآن عظیم انھوں نے کجے غلط میں ہم جس کجے وہ صحیح ہیں ، میں آپ کو اللہ عز و جل کی پناہ میں دیتا ہوں اس کے آپ کے دل میں ایسا خطرہ بھی گزرے —  
 ﷲ خیر حافظ و ہوا رحم الراحمین (ﷲ تعالیٰ سب سے بہتر نگہبان اور وہ ہر مہربان سے  
 بڑھ کر مہربان ہے ۔ ت ۔ )

میں امید واثق رکھتا ہوں کہ اسی قدر اجالہ جیل آپ کے انصاف جزیلی کو پس۔ آپ قدر سے  
تفصیل بھی عرض کر دیں !

(۱) زوال کے اصل معنی سرکنا، ہٹنا، جانا، حرکت کرنا، ہلنا ہیں۔ قاسمی ہیں ہے، الزوال السحاب والاستحالة۔ زوال لامعنی ہے جانا اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا۔ (ت)

## حرکت علیہ

اس کا زوال زائل ہوا یعنی اس کی حرکت ختم ہو گئی۔ (ت)

نہایہ این اثر میں ہے،

فی حدیث جندب الجعفی "والله قد خالطه  
سهمی ولو كانت منائلة لتحرك الزائلة  
كل شئ من الحيوات يسزل  
عن مكانه ولا يستقر" و كانت هذا  
المعنى قد سكن نفسه لا يتحرك لئلا  
يحبس به فيجهد عليه

جندب جنی کی حدیث میں ہے بخدا میرا تیرا اس میں  
پیوست ہو گیا، اگر اس میں حرکت کی طاقت  
ہوتی تو وہ حرکت کرتا۔ زائلہ اس حیوان کو  
کہتے ہیں جو اپنی جگہ سے ہٹ جائے اور سترار  
نہ پکڑے۔ جس کو تیرا تھا اس نے اپنے آپ  
کو حرکت سے روک لیا تاکہ اس کے بارے میں  
بیان نہ چل سکے اور اس کو ہلاک نہ کر دیا جائے (ت)

(۱) دیکھو زوال بمعنی حرکت ہے اور قرآن عظیم نے آسمان وزمین سے اس کی نفی فرمائی تو حرکت  
زمین و حرکت آسمان دونوں باطل ہوئیں۔

(ب) زوال ہانا اور بدلنا ہے حرکت عوری میں بدلنا ہے اور مدار پر حرکت میں جانا بھی، تو  
دونوں کی نفی ہوئی۔

رج) نیز نہایہ و در تفسیر امام جلال الدین سیوطی میں ہے،

النزول الانزعاج بحيث لا يستقر على  
الحکات وهو النزوال بمعنى

زویل کا معنی بے قراری ہے اس طور پر کہ کسی ایک  
جگہ قرار نہ پکڑے۔ زویل اور زوال کا معنی  
ایک ہی ہے۔ (ت)

تاکوس میں ہے،

من عجبه وانقلعه وقلعه من مكانه  
كان عجبه فانزعج

اس کو بے قرار و مضطرب کیا اور اس کو اپنی  
جگہ سے ہٹایا، جیسے اس کو بے قرار کیا تو  
وہ بیقرار ہو گیا۔ (ت)

سہ تابع العروس فصل الزای من باب اللام داراجار التراث العربی بیروت ۳۶۲/۶

سہ الزہای فی غریب الحدیث والاثار باب الزای من الزوال تحت لفظ زوال نخبة الاسلام بیروت ۳۱۹/۶

سہ التاکوس الحیط فصل الزای من باب الجیم تحت لفظ زعی مصطفیٰ البانی مصر ۳۲۰/۶  
۹۵/۱

لسان میں ہے :

الانزعاج يقتض الاقواس بل

انزعاج (بے قرار کرنا) اقواس (ایک بگڑ گھرنے)  
کی ضد ہے۔ (ت)

تاج میں ہے :

قلق الشئ قلقاً هوان لا يستقر في مكان واحد

قلق الشئ قلقاً کا معنی یہ ہے کہ شے ایک جگہ  
میں قرار نہ پکڑے۔ (ت)

مفردات امام راغب میں ہے :

قر في مكانه يقر قراراً ثبت ثبوتاً جامداً  
وامس من القر وهو البرد وهو  
يقتضي السكون والمحركة الحركة

قر في مكانہ یقر قراراً کا معنی یہ ہے کہ شے  
اپنی جگہ ثابت ہو کر ٹھہرے۔ یہ اصل میں شمس ہے  
قر سے جس کا معنی سردی ہے اور وہ سکون کا  
تقاضا کرتی ہے جبکہ گرمی حرکت کی مقتضی ہے۔ (ت)

قاموس میں ہے :

قربا المكان ثبت وسكن كاستقر

قربا المكان کا معنی ٹھہرنا اور سکن ہونا جیسا کہ  
استقر کا معنی بھی یہی ہے۔ (ت)

دیکھو زوال انزعاج ہے، اور انزعاج قلق اور قلق مقابل قرار اور قرار سکون ہو تو زوال مقابل  
سکون ہے اور مقابل سکون نہیں مگر حرکت تو ہر حرکت زوال ہے۔ قرآن عظیم آسمان و زمین کے زوال  
سے انکار فرماتا ہے، لاجرم ان کی ہرگز حرکت کی نفی فرماتا ہے۔

(۵) مزاج میں ہے :

زائله جنبیه وروندہ و آتسنده

زائلہ کا معنی جنبش کرنا والا، جانیرا والا اور آئینہ والا ہے۔ (ت)

۲۸۸/۲	دارمادریوت	تحت لفظ زج	لسان العرب
۵۸/۴	داراجار التراث العربی پڑ	تحت لفظ اقلق	تاج العروس فصل القاف
ص ۴۰۹	فورمخ کا ذخیرہ تجارت کتب کراچی	القاف مع الراء	مفردات فی غرائب القرآن
۱۱۹/۲	مصطفیٰ ابائی مصر	باب الراء	قاموس المحيط فصل القاف
ص ۳۲۲	نوکشور کھنور	باب اللام	مزاج فصل الزار

زمین اگر محرو پر حرکت کرتی جتنی بھوتی اور مدار پر قوائیدہ و روندہ بھی بہر حال زاغہ ہوتی اور قرآن عظیم اُس کے زوال کو باطل فرماتا ہے، ہجرم اس سے ہر نوع حرکت زائل۔

(۲) کریمہ وان کان مکرھم لتزدل منہ الجبال ان کا کمر اتنا نہیں جس سے پہاڑ جگہ سے ٹٹ جائیں، یا اگرچہ ان کا سکو ایسا بڑا ہو کہ جس سے پہاڑ ٹٹ جائیں، یہ قطعاً ہماری ہی موتیہ اور ہرگز حرکت جبال کا نفع ہے۔

(۱) ہر عاقل بلکہ غبی تک جانتا ہے کہ پہاڑ ثابت ساکن و مستقر ایک جگہ بے ہوشے میں جن کو اصلاً جنبش نہیں۔ تفسیر عنایہ القامی میں ہے،

ثبوت الجبل یعنی وہ الغیبی والسنکی لے پہاڑ کے ثبوت و قرار کہ کُنڈ ذہن اور تیز ذہن والا دونوں جانتے ہیں۔ (د)

قرآن عظیم میں ان کو سدا و اسی فرمایا، سدا و اسی ایک جگہ جا ہوا پہاڑ، اگر ایک انگل بھی ہلے جاتا تو قطعاً زوال لجبل صادق آئے گا نہ کہ تمام دنیا میں لڑھکتا پھرے۔ اور زوال الجبل نہ کہا جائے ثبات و قرار ثابت رہے کہ ابھی دنیا سے آخرت کی طرف گیا ہی نہیں زوال کیسے ہو گیا۔ اپنی منقول عبارت جلالین دیکھتے پہاڑ کے اسی ثبات و استقرار پر شراکع اسلام کو اُس سے تشبیہ دی ہے جن کا زور بھر پڑانا ممکن نہیں۔ (ب) اسی عبارت جلالین کا آخر دیکھئے کہ تفسیر دوم پر یہ آیت و تخریج الجبل ہذا کے مناسب ہے نہ ان کی طعنات ایسی سخت ہے جس سے قریب تھا کہ پہاڑ ڈھک کر گر پڑتے۔ یوں ہی معالم التنزیل میں ہے،

وهو معنی قوله تعالى وتخر الجبال هداً۔ اور یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا " اور

پہاڑ ڈھک کر گر پڑتے۔ (د)

یہ مضمون ابو عبیدہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا نیز جویر ہر تھاک سے راوی ہوئے، کقولہ تعالیٰ وتخر الجبال هداً (یسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول

لے القرآن اکرم ۳۶/۱

لے عنایہ القامی و کفایہ الراضی حاشیۃ الشہاب تحت آیت ۳۶/۱ دار صادر بیروت ۲۷۷/۵

لے معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت آیت ۹۷/۱۹ دار الکتب العلمیہ ۳۲/۳

لے جامع البیان عن الصحاک (تفسیر ابن جریر) ۱۶/۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹/۱۳

۱ اور وہ پہاڑ گرجا تیں گے (دھڑکے)۔ اسی طرح قنارہ شاگرد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا،  
 ظاہر ہے کہ دھڑکنا اُسی جنگلی سے بھی اُسے نہ نکال دے گا جس میں تھا ذکر دینا ہے۔ ہاں جاہل اسماکن  
 مستقر نہ رہے گا تو اُسی کو زوال سے تعبیر فرمایا اور اسی کی نفی زمین سے فرمائی تو وہ ضرور جی ہوئی ساکن  
 مستقر ہے۔

(ج) رب عزوجل نے سینا کو علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا،  
 لن ترانی ولكن انظر الی الجبل عامتہ تم پرزگھے نہ دیکھو گے ہاں پہاڑ کی طرف دیکھو  
 استقرار مکانہ فسوت ترائی لے اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہے تو عنقریب تم مجھے دیکھ  
 لو گے۔

پھر فرمایا،  
 فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخسرت صونی صغقا۔ جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی اسے ٹکڑے  
 کیا ٹکڑے ہو کر دنیا سے نکل گیا یا ایشیا یا اُس ملک سے۔ اس معنی پر تو پرزگہ سے دٹلا، ہاں وہ خاص  
 محل جس میں جا ہوا تھا وہاں نہ جا رہا، تو معلوم ہوا اسی قدر عدم استقرار کو کافی ہے۔ اور اور پرزگہ کہ  
 عدم استقرار میں زوال ہے زمین بھی جہاں جی ہوئی ہے وہاں سے برکے، تو بیشک زائل ہوگی اگرچہ  
 دنیا یا دار سے باہر نہ جائے۔

(د) اس آیت کریمہ کے نیچے تفسیر ارشاد العقل سلیم میں ہے،  
 وان کان مکرہم فی غایۃ المتانۃ و اگرچہ ان کا جو مضبوطی اور سختی کی زیادتی کے سبب  
 الشدۃ معدۃ الانزالۃ الجبال عن سے پہاڑوں کو اپنی جگہوں سے ہٹانے کی  
 مقارہا۔ صلاحیت رکھتا تھا۔ (ت)  
 نیشاپوری میں ہے، انزالۃ الجبال عن اماکنہا (پہاڑوں کو ان کی جگہوں سے ہٹانا۔ ت)

لہ القرآن الکریم ۱۴۲/۷

لہ القرآن الکریم ۱۴۲/۷

۳ لہ ارشاد العقل سلیم (تفسیر ابی السعود) تحت آیت ۱۴/۱۶ وارجع الی القرآن الکریم ۵۸/۵

۴ لہ غرائب القرآن وغرائب القرآن تحت آیت ۱۴/۱۶ مصطفیٰ الہابی مصر ۱۴۲/۳



14

(۸) سعید بن منصور اپنے تئیں اور ابن ابی حاتم تفسیر میں حضرت ابوہریرہؓ کو انسانی معاشی کوئی  
اُستاذ امام تہذیبی کبر و عظمت جہاں تہذیب ابن عباسؓ جی ائمہ نقالی عنائے رادی،

انہوں نے صاف تصریح کر دی کہ زوالِ جلال اُن کا نہ کرنا جنسِ کھانا ہے۔ اسی کی زمین سے نفی ہے  
وہ الحمد۔

(۳) اُدھر گزارا کہ زوالی مقابل قرار دہیات ہے اور قرار دہیات حقیقی سکون مطلق ہے دربارہ قرار عبارت امام رافضی گزری۔ اور قاضی میں ہے :

المثبت كمنه من لا حراك به من المرض  
و يكره الباء الذي ثقل فلهو يجره الفرات  
وداء ثبات بالضم معجز عن  
الحركة

ہر گز۔ اور دام کا معنی 'نہایت' ہوا، شمار پر غصہ کے ساتھ، یعنی حرکت سے عاجز کر دینے والا مرض۔ (ت)

سنة ١٢٠١ هـ في معاني التفسير (تفسير خازن) تحت آية ١٢/٣٧ مصطفیٰ الیابی مصر ٥٣

کتابخانه اکتشاف تحت کتبه ۱۳/۴ مکتب الاعلام الاسلامی قم ایران ۵۶۱/۲

۳۵ مدارک التنزیل (تفسیر نفی) ۳۶ دارالکتب العربی بیروت ۳۷/۲

بسم القرآن الكريم ۱۴۳/۴

۱۲۵۲/۴

لله الخامس المحيط فصل النار والنار باب النار مصنفه الباني مصر ١٥٠

ولکم فیہا مستقر و متاع الیٰ حین یشاء  
اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور  
پر تناسل (ت)

واقموا باللہ جہد ایما نھم لایبعث اللہ  
من یموت ۛ

لا یقوم قیسری آید کر میں زوال سے مراد دنیا سے آخرت میں جانا ہو، نہ یہ کہ دنیا میں اُن کا چلنا پھرنا زوال نہیں قطعاً حقیقی زوال ہے جس کی سندی اوپر من چکے اور عظیم شافی بیان آئے آتا ہے مگر یہاں اُس کا ذکر ہے جس کی وہ قسم کھاتے تھے اور وہ نہ تھا مگر دنیا سے انتقال بھی مجازی کے لئے قرینہ درکار ہو چکا ہے یہاں قرینہ اُن کے یہی اقوال بعینہ ہیں بلکہ خود اسی آیت صدر میں قرینہ صریح مقابلہ موجود کہ روز قیامت ہی کے سوال و جواب کا ذکر ہے فرماتا ہے،

و انذرناس یوم یأتیہم العذاب فیقول الذین ظلموا ما یتنا اخرنا الی اجل قریب نجیب و عو تک و نقیم المہسل اولہ تکتونوا اقسامکم من قبل مالکم من زوال ہے

لیکن کریمہ ان اللہ یمسک المسکوت والارواح ان نزول (بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں جنبش نہ کریں۔) میں کوئی قرینہ نہیں تو معنی مجازی لینا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا بلکہ قطعاً زوال اپنے معنی حقیقی پر رہے گا یعنی قرار و ثبات و سکون حقیقی کا چھوڑنا، اُس کی نفی ہے تو ضرور سکون کا اثبات ہے ایک جگہ معنی مجازی میں استعمال دیکھ کر دوسری جگہ بلا قرینہ مجاز مراد لینا ہرگز حلال نہیں۔

(۴) نہیں نہیں بلا قرینہ نہیں بلکہ خلافت قرینہ۔ یہ اور نکتہ تو ہے کہ کلام اللہ میں پوری تحریف معنوی کا پہلو دے گا رہ جودیل نے یمسک فرمایا ہے اور امساك روکنا، تھامنا، بند کرنا ہے۔ لہذا جرمین کے پانی کو بند نہ دے روک رکھے اسے مسك اور صاك کہتے ہیں انصار و اجماع کو نہیں کہتے حالانکہ اُن میں بھی پانی کی حرکت وہیں تک ہوگی جہاں تک احسن التخیل حمل و حملانے اُس کا اسکان دیکھنے قانوس میں ہے،

امسكہ جبہ المسك محوكة الموضع یمسك امسكہ کا معنی ہے اسکو روکا، المسك (مس پر حرکت کے ساتھ) اُس جگہ کو کہتے ہیں جو پانی کو روکے ایسی جگہ مسك پر وزن صحابہ۔ (د)

سہ القرآن الحکیم ۴/۳۳ سہ القرآن الحکیم ۳۵/۳۱  
سہ القانوس الخیط فصل الیم باب الکاف معطیۃ البابی مصر ۲۰۹/۴

یوں تو دنیا بھر میں کوئی حرکت کبھی بھی زوال نہ ہو کہ جہاں تک آسمان الخاقین تعالیٰ نے امکان دیا ہے اُس سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

(۵) اگر ان معنی کو مجازی نہ لیجئے بلکہ جسے کہ زوال عام ہے مکان کو مقرر حقیقی خاص سے سرکنا اور موقع عام اور وطن علم اعم از اعم سے بڑا ہونا سب اُس کے فرد میں تو ہر ایک پر اس کا اطلاق حقیقت ہے جیسے قید و قرد و کرب و غیر کرب کسی فرد کو انسان کہنا تو اب بھی قرآن کریم کا مفاد زمین کا وہی سکون مطلق ہو گا نہ کہ اپنے دار سے باہر نہ جانا۔ تزلزل کا فعل ہے اور محل نفی میں وارد ہے اور علم اصول میں مصرح ہے کہ فعل قوت نکرو میں ہے اور نکرو چیز نفی میں عام ہوتا ہے، تو معنی آیت یہ ہوئے کہ آسمان و زمین کو کسی قسم کا زوال نہیں نہ موقع عام سے نہ مستقر حقیقی خاص سے، اور یہی سکون حقیقی ہے وعدہ الحمد۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے مجاہد خیر کو اپنی جہارت میں ہر جگہ قید برحمائی پڑی زمین کا اپنے اماکن سے زائل ہو جانا اس کا زوال ہو گا۔ زائل ہو جانا قطعاً مطلقاً زوال ہے، زائل ہو جانا زوال کا ترجمہ ہی تو ہے مکان خاص سے ہر خواہ نامی سے، لہذا زوال کے اخراج کو اس قید کی حاجت ہوتی یونہی فرمایا زمین کا زوال اس کے اماکن سے، پھر فرمایا، جن اماکن میں اللہ تعالیٰ نے اُس کو اس کا کیا ہے اس سے باہر سرکنا نہیں سکتی۔ پھر فرمایا، اپنے دار میں اس کا کردہ شدہ ہے اس سے زائل نہیں ہو سکتی۔ اور نفی کی حسب گھر فرمایا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکان کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہیں فرمایا۔ یہاں جتنے اماکن کا ظاہر کر دیا مگر رب عزوجل نے تو ان میں سے کوئی قید نہ لگا لی مطلقاً بیسکت فرمایا ہے اور مطلق ان تزلزل۔ اللہ آسمان و زمین ہر ایک کو روکے ہوئے ہے کہ سرکے نہ پائے، یہ نہ فرمایا کہ اس کے دار میں روکے ہوئے ہے، یہ نہ فرمایا کہ ہر ایک کے لئے اماکن عیدہ ہیں ان اماکن سے باہر نہ جانے پائے تو اس کا بڑا سامان کلام الہی میں اپنی طرف سے ہی نہ لگانا ہوگا از پیش قریش قرآن عظیم کے مطلق کو مقید عام کو مخصص بنانا ہو گا۔ اور یہ بزرگوار انہیں۔ اہل سنت کا مقیدہ ہے جو ان کی کتب عقائد میں مصرح ہے کہ المخصوص تحصیل علی طواہرہا (نصوص اپنے ظاہر پر معمول ہوتی ہیں۔ ت) بلکہ تمام ضلالتوں کا بڑا پھانسی ہے کہ بطور فرد و نصوص کو ظاہر سے پھر میں مطلق کو مقید عام کو مخصص کریں، ممالک من زوال (ت) (تضار سے لئے زوال نہیں۔ ت) کی تخصیص واضح ہے ان تزلزل

کو بھی مخصوص کر لینا اس کی تغیر بھی ہے کہ اللہ علیٰ کل شیء قَدِیرٌ (ہیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ت) کی تخصیص دیکھ کر ان اللہ بکل شیء علیم (ہیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ ت) کو بھی مخصوص مان لیں کہ جس طرح وہاں ذات و صفات و محالات زیر قدرت نہیں یوں ہی معطلہ صاف ہو گیا کہ ذات و صفات و محالات کا معاذ اللہ علم بھی نہیں۔ زیادہ تشفی بخود تعالیٰ غیرہ میں آتی ہے جس سے واضح ہو جائے گا کہ اللہ درولی و صحابہ و سلسلہ کے کلام میں یہاں یعنی خاص محل نزاع میں زوال سے مطلقاً ایک جگہ سے برکن مراد ہوا ہے اگرچہ نام کی معینہ سے باہر نہ جائے یا زوال کفار کی طرف دستیاب خواہ مار چھوڑ کر انگ بھاگ جانا، فانتظر (چنانچہ انتظار کر۔ ت)

(۶) ہجرم وہ جنہوں نے خود صاحب قرآن محمد اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن کریم پڑھا، خود حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے معانی سیکھے انہوں نے آیہ کریمہ کو برگزیدہ زوال کی نانی اور سکون مطلق حقیقی کی ثبوت بتایا۔ سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر نے حضرت شعیب ابن سہب سے کہ زمانہ رسالت پاسے ہوئے تھے روایت کی اور یہ حدیث ابن جریر بسند صحیح بر جہاں صحیح بخاری و مسلم ہے۔

ہیں ابن ہشام نے حدیث بیان کی کہ ہم کو عبد الرحمن نے حدیث بیان کی کہ ہم کو انیس نے بولا ابو اکل حدیث بیان کی ابو اکل نے کہا کہ ایک صاحب حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوئے فرمایا: کہاں سے آئے؟ عرض کی: شام سے۔ فرمایا: وہاں کس سے ملے؟ عرض کی: کعب سے۔ فرمایا: کعب نے تم سے کیا بات کی؟ عرض کی: یہ کہ کاش آسمان ایک فرشتے کے شانے پر گھومتے ہیں۔ فرمایا: تم غصاں میں کعب کی تصدیق کی یا تکذیب؟

حد ثنا ابن ہشام ثنا عبد الرحمن ثنا سفین عن الاعمش عن ابي وائل قال جاء صاحب الی عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال من این جئت؟ قال من الشام۔ فقال من لقیته؟ قال لقیته کعباً۔ فقال ما حدثک کعباً؟ قال حدثت ان السحرة تدور علی منکب مملک۔ قال فصدقتہ او کذبتہ؟

عرض کی: کچھ نہیں (یعنی جس طرح علم ہے کہ جب تک اپنی کتاب کریم کا حکم نہ معلوم ہوا اہل کتاب کی باتوں کو نہ سچ جانو نہ جھوٹ) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کاش! تم اپنا اونٹ اور اس کا کچاد سب اپنے اس سفر سے چھٹکارے کو دے دیتے کعب نے جھوٹ کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بیشک اللہ آسمانوں اور زمینوں کو دو کے پوسے ہے کہ سر کیے نہ پائیں اور اگر وہ ہمیں تو اللہ کے سوا انھیں کون تھامے۔ اہل جریر کے غیر نے یہ اضافہ کیا کہ ٹھوٹا اُن کے بہرہ گزشتہ کو بہت ہے۔

تیسرے محمد بن جریر نے بسند صحیح براہیہ جلالی بخاری و مسلم حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ کے استاد

جس جریر نے بحوالہ مزیدہ ابراہیم سے حدیث بیان کی کہ ابراہیم نے کہا کہ جندب بجلی کعب اجار کے پاس جا کر واپس آئے، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کو کعب نے تم سے کیا کہا؟ عرض کی: یہ کہا کہ آسمان چکی کی طرح ایک کیل میں سے اور کیل ایک فرشتے کے کاندھے پر ہے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: مجھے تمنا ہوتی کہ تم اپنے ناقہ کے بل پر مال دے کر اس سفر سے چھٹ گئے ہوتے، یہودیت کی خواہش جس دل میں نکلتی ہے پھر شکل ہی سے چھوٹی ہے، اللہ

قال ما صدقته ولا كذبتہ - قال لوددت انك افدتيت من من حديثك اليه براحتك ورحلها وكذب كعب ابن الله بقول الله يصبك السموات والارض من امسكها من لغت من التا امسكها من احد من بعد الله، مراد غيبو ابن حبيب وكعب بها من والا ان تدورا۔

الاستاذ امام اجل ابراہیم نخعی سے روایت کی: حدثنا جسر بن عن مغيرة عن ابراهيم قال ذهب جندب البجلي الى كعب الاجار فقدم عليه شعره راجع، فقال له عبد الله حدثنا ما حدثك، فقال حدثني ام السماء في قطب كقطب الرحا في القطب عمود على منكب ملك، قال عبد الله لوددت انك افدتيت من حديثك بمثل ما حدثك، ثم قال ما تلتك اليهودية في قلب عبد مكادمت

عبد بن حمید نے قتادہ شاگرد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ  
 ان کعبا مکان یقول امن السماء  
 تدور عنی نصب مثل نصب الروح  
 فقال حدیفة بنت الیمان مرحی اللہ  
 تعالیٰ عنہما کذب کعب امن اللہ  
 بسلام السموات والارض ان تردلا

تنبیہ و کتبہ اجازتاً بعین اختیار سے ہیں خلافت فاروقی میں یہودی سے مسلمان ہونے  
کے کتبہ سابقہ کے عالم تھے۔ اہل کتاب کی احادیث اکثر بیان کرتے انھیں میں سے یہ نہیں تھا جس  
کی تخلیط اہل اکابر صحابہ نے قرآن عظیم سے فرمادی تو کذب کتب کے یہ معنی ہیں کہ کتبہ نے  
فقط کہا کہ معاذ اللہ قصداً جھوٹ کہا۔ کذب بمعنی آخطأ محاورہ حجاز ہے اور خراسان یہودیت  
بمشکل چھوٹنے سے یہ مراد کہ ان کے دل میں علم یہود بجا رہا اتحادہ تین قسم ہے باطل صریح و حق صریح

اور مشکوک کہ جب تک اپنی شریعت سے اس کا حال نہ معلوم ہو تک ہے کہ اس کی تصدیق نہ کر دینے کو ان کی تخریفات یا خرافات سے بڑے تکذیب کہ وہ ممکن کہ تورات یا تعلیمات سے ہوا سلام کو قسم اولیٰ کا حرف حرف قطعاً ان کے دل سے نکل گیا وہ قسم دوم کا ظلم اور مستعمل ہو گیا، یہ مسئلہ قسم سوم بتایا ہے علم یہود سے تھا جس کے بطلان پر آگاہ نہ ہو کہ انہوں نے بیان کیا اور صحابہ کرام نے قرآن عظیم سے اس کا بطلان ظاہر فرمادیا یعنی یہ نہ تورات سے ہے نہ تعلیمات سے بلکہ ان خبیثوں کی خرافات سے تاہم صحابہ کرام کے تابع و خادم ہیں خود ہم اپنے خدام کو ایسے الفاظ سے تعبیر کر سکتے ہیں اور مطلب یہ ہے جو ہم نے واضح کیا و نہراحمد۔

(۷) اس ساری تقریر میں مجھے آپ سے اس فقرے کا زیادہ تعجب ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکان کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا خاموشی فرمائی، اسے آپ نے اپنی مشکل کا حل تصور کیا، کعب اجمار نے آسمان ہی کا گھر مناسیان کیا تھا اور یہود اسی قدر کے قائل تھے زمین کو وہ بھی ساکن مانتے تھے بلکہ ۱۵۳۰ء سے پہلے (جس میں کونینس نے حرکت زمین کی بحث خالصہ کو دو ہزار برس سے مرودہ پڑی تھی چلایا، نصاریٰ بھی سکون ارض ہی کے قائل تھے، اسی قدر یعنی صرف دورہ آسمان کا ان حضرات علایات کے حضور تذکرہ ہوا اس کی تکذیب فرمادی، دورہ زمین کما کس نے تھا کہ اس کا دورہ فرماتے، اگر کوئی صرف زمین کا دورہ کہتا صحابہ اسی آیت کریمہ سے اس کی تکذیب کرتے، اور اگر کوئی آسمان و زمین دونوں کا دورہ کہتا صحابہ اسی آیت سے دونوں کا ابطال فرماتے۔ جواب بقدر سوال دیکھ لیا یہ نہ دیکھا کہ جس آیت سے وہ سند لائے اس میں آسمان و زمین دونوں کا ذکر ہے یا صرف آسمان کا، آیت پڑھئے عراتہ دونوں ایک حالت پر مذکور ہیں دونوں پر ایک ہی حکم ہے، جب حسب ارشاد صحابہ آیت کریمہ مطلق حرکت کا انکار فرماتی ہے اور وہ انکار آسمان و زمین دونوں کے لئے ایک نعت ایک لفظ ان تھوڑا میں ہے جس کی صیر دونوں کی طرف ہے تو قطعاً آیت نے زمین کی بھی ہرگز حرکت کو باطل فرمایا جس طرح آسمان کی۔ ایک شخص کے حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آفتاب کو اپنے لئے سجدہ کرتے نہ دیکھا تھا اس پر عامہ فرماتے وہ جھوٹا ہے آیت کریمہ میں ہے،

ان فی آیت احد عشر کوکبا والشمس والقمر  
ہا یتھم فی ساجدین  
میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو  
اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا





اس کا زوال ہے۔ ت۔)

بَرَّاد والو شیخ وابن مردود نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے: **دلوك الشمس ذوالها**  
(سورج کے دلوک کا معنی اس کا زوال ہے۔ ت)

عبد الرزاق نے مصنف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے:

**دلوك الشمس اذا سالت عنت بطنت** سورج کا دلوک یہ ہے کہ جب وہ آسمان کے بلن سے  
السماء یكے **وطل جاسے (ت)**

مجمع بحار الانوار میں ہے،

مناعت الشمس حالت و منالت عن بعضی مناعت الشمس کا معنی ہے کہ وہ اپنی بلندی کے  
ودجات ارتفاعها یكے اعلیٰ درجے سے ڈھل گئی۔ (ت)

فقہ میں وقت زوال ہر کتاب میں مذکور اور حرام تک کی زبانوں پر مشہور۔ کیا اس وقت آفتاب اپنے  
دار سے باہر نکل جاتا ہے اور آسمان اسی تھیں جل و ملانے جہاں تک کی حرکت کا اسے امکان دیا ہے اس  
سے آگے پاؤں پھیلاتا ہے؟ عاصی! دارسی میں رہتا ہے اور پھر زوال ہو گیا، یعنی زمین اگر دور  
کرتی ضرور اسے زوال ہوتا اگرچہ دار سے نہ نکلتی، اس پر اگر خیال جائے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ  
برکن تو آفتاب کو ہر وقت ہے پھر ہر وقت کو زوال کیوں نہیں کہتے، تو یہ محض جاہل و سوال ہو گا، و جہ تسمیر  
مطرد نہیں ہوتی۔ کتب میں یہ مشہور حکایت ہے کہ مطرد ماننے والے سے پوچھا جرجر یعنی چینی کو کہ ایک  
قسم کا آناج ہے جرجر کیوں کہتے ہیں، کہا لہذا بتجربہ علی الارض اس لئے کہ وہ زمین پر جنبش کرتے ہیں  
کہا تھا رومیؒ کی کو جرجر کیوں نہیں کہتے یہ بھی تو جنبش کرتی ہے۔ قادور سے کہ قادورہ کیوں کہتے ہیں، کہا  
لان السماء یقر فیہا اس لئے کہ اس میں پانی ٹھرتا ہے، کہا تھا رے پیش کہ قادورہ کیوں نہیں  
کہتے اس میں بھی تو پانی ٹھرتا ہے۔ یہاں تین ہی موضع متنازعہ افق شرقی و مغربی و دارہ نصف النہار  
ان سے سر کے کا نام طلوع و غروب رکھا کہ یہی النسب و وجہ تمایز تھا اور اس سے تجاہد کو زوال کہا  
اگرچہ جگہ سے زوال آفتاب کو بلاشبہ ہر وقت سب کے کبر و الشمس تجری لستقر لہذا میں

سنة الدر المنثور بحوالہ البزار والی شیخ وابن مردود تحت کبرۃ، ۱/۵۷۷ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۰۰/۵

سنة المصنف عبد الرزاق حدیث ۲۰۳۰ المکتبۃ الاسلامیہ بیروت ۵۲۸/۱

سنة مجمع بحار الانوار باب الزمان مع الیاء مکتبۃ دار الایمان مدینہ منورہ ۲/۲۵۶

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت سے لا مستقر لہا یعنی سوج چلتا ہے کسی وقت اُسے قرار نہیں۔ اوپر گزرا کہ قرار کا مقابلہ نوال ہے، جب کسی وقت قرار نہیں تو ہر وقت زوال ہے اگرچہ تسمیہ میں ایک زوال معین کا نام زوال رکھا، غرض کلام اس میں ہے کہ احادیث مرفوۃ سے عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آثار صحابہ کرام و اجماع اہل اسلام نے آفتاب کا اپنے مدار میں رہ کر ایک جگہ سے ہر گز نہ کو زوال کہا اگر زمین متحرک ہوتی تو یقیناً ایک جگہ سے اُس کا ہر گز ہی زوال ہوتا اگرچہ ہمارے باہر نہ جاتی لیکن قرآن عظیم صافات ارشاد میں اُس کے زوال کا انکار فرمایا ہے تو قطعاً واجب کہ زمین اصلاً متحرک نہ ہو۔

(ب) بلکہ خود یہی زوال کہ قرآن وحدیث وفقہ و زبان جملہ مسلمین سب میں مذکور وقت تلاوت دورۂ زمین اسے زمین ہی کا زوال کیسے گئے کہ وہ حرکت پر میرا اُس کی جانب منسوب کرتے ہیں یعنی آفتاب یہ حرکت نہیں کرتا بلکہ زمین اپنے محور پر گھومتی ہے جب وہ حصہ جس پر ہم ہیں گھوم کر آفتاب سے اُڑ میں ہو گیا رات ہوتی۔ جب گھوم کر آفتاب کے سامنے آیا کہتے ہیں آفتاب نے طلوع کیا، حالانکہ زمین یعنی اُس حصہ ارض نے جانبِ فحس رخ کیا جب اتنا گھوما کہ آفتاب ہمارے سروں کے محاذ ہی پر ایسے ہمارا دائرۂ نصف النہار مرکز شمس کے مقابل آیا دو پہر ہو گیا جب زمین یہاں سے آگے بڑھی دو پہر واصل کیا کہتے ہیں آفتاب کو زوال ہوا حالانکہ زمین کو ہوائیہ اُن کا مذہب ہے اور صراحت قرآن عظیم کا مکتوب و مکتوب ہے۔ مسلمین تو مسلمین، پیروت وغیرہ کے سفہائے قائلانِ حرکت ارض بھی جن کی زبان عربی ہے اس وقت کو وقت زوال اور دُھوپ گھڑی کو جزو لگتے ہیں یعنی زوال پہنچانے کا آلہ۔ اور اگر اُن سے کہتے کیا شمس زوال کرتا ہے؟ کیسے گئے نہیں بلکہ زمین۔ حالانکہ وہ مدار سے باہر نہ گئی۔ تو آپ کی تاویل موافقین و مخالفین کسی کو بھی مقبول نہیں۔

(ج) اور وہ سے کیا کام؟ آپ تو بفضلہ تعالیٰ مسلمان ہیں ابتداء کے وقت نذر زوال سے جانتے ہیں، کیا ہزار بار نہ کہا ہو گا کہ زوال کا وقت ہے زوال ہونے کو ہے، زوال ہو گیا۔ کا ہے سے زوال ہوا؟ دائرۂ نصف النہار سے۔ کس کا زوال ہوا؟ آپ کے نزدیک زمین۔ کا کہ اُس کی حرکت محوری ہے حالانکہ اللہ عز وجل فرماتا ہے کہ زمین کو زوال نہیں اب خود مان کر کہ زمین متحرک ہو تو وہ تان اپنے مدار کے اندر ہی رہ کر اُسے زوال ہوتا ہے دنیا سے زوال کفار کپش کرنے کا کیا موقع رہا؟ انصاف شرط ہے، اور قرآن عظیم کے ارشاد پر ایمان لازم و باقیہ التوفیق۔

(۵) یہاں سے بحمدہ تعالیٰ حضرت معلم النبیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُس ارشاد کی خوب

تقریب ہوئی کہ صرف حرکت محوری زوال کو پس ہے۔

(۹) بکہ اللہ تعالیٰ آیتیں یہ کرے،

آیت ۱: ان الله یسکّن

آیت ۲: ولئن شئنا ل

آیت ۳: لدلوک الشمس

آیت ۴: فلما افلک (پھر جب وہ ڈوب گیا۔ ت)

آیت ۵: وبتہ یحمد سبک قبل

طلوع الشمس وقیل العوب

آیت ۶: وصبہ یحمد ربک قبل طلوع

الشمس وقیل غروبہا

اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی

پر سورج چمکنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے ایت

اور اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی پر

سورج چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے

پہلے۔ (ت)

یہاں تک کہ سورج نکلنے کی جگہ پر پڑے ایسی قوم

پر نکلے پایا جن کے لئے ہم نے سورج سے کوئی

آز نہیں رکھی۔ (ت)

آیت ۷: حتیٰ اذا بلغ مطلع الشمس

وجدھا تطلم علی قوم لم نجعل لہم

من دونہا ستر

اور ان سب سے زائد آیت ۸:

وتروی الشمس اذا طلعت تزور عن

کھفہم ذات الیمین واذا غربت تقرضہم

ذات الشمال ہم فی قبضۃ منہ ذلک من

آیت اللہ

قرآن کو دیکھ کر تعجب طوع کرتا ہے ان کے غار

سے دہنی طرف مائل ہوتا ہے اور جب اُڑتا ہے

اُن سے بائیں طرف گزرتا جاتا ہے حالانکہ وہ غار کے

نچلے میدان میں ہیں یہ قدرت الہی کی نشانیوں میں ہیں۔ (ت)

۴۱/۲۵ القرآن اکرم

۴۸/۹ " " " " " " " "

۱۳۰/۲۰ " " " " " " " "

۴۱/۲۵ القرآن اکرم

۴۸/۱۰ " " " " " " " "

۲۹/۵۰ " " " " " " " "

۹۰/۸ " " " " " " " "

۱۴/۸ " " " " " " " "

یہی مدد احادیث ارشاد و سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خصوصاً حدیث صحیح بخاری ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے :

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
لا بی ذر جبن غربت الشمس اتدری این  
تذہب قلت افہو رسولہ اعلم قال  
فانہا تنہب حتی تسجد تحت العرش  
فتشاء ذن فیؤذن لہا ویؤشک امہ  
تسجد فلا یقبل منها و تشاء ذن  
فلا یؤذن لہا یقال لہا الرجعی من حیث  
جئت فتعلم من مفر بہا فذلک قولہ  
تعالیٰ والشمس تجری لمتقرلہا  
ذلک تقدیر العزیز العلیم

یہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذر  
عفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا جب کہ سورج  
غروب ہو چکا تھا کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں  
جاتا ہے ؟ حضرت ابو ذر کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ  
اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ نے  
فرمایا، وہ جاتا ہے تاکہ عرش کے نیچے سجدہ  
کرے۔ چنانچہ وہ اجازت طلب کرتا ہے تو اسکو  
اجازت دے دی جاتی ہے قریب ہے کہ وہ  
سجدہ کرے، وہ سجدہ اس کی طرف سے قبول  
نہ کیا جائے اور وہ اجازت طلب کرے تو اسکو  
سجدہ کرنے کی اجازت نہ دی جائے اور اسے کہا جائے کہ ٹوٹ جا جہاں سے آیا ہے، پھر وہ مغرب سے  
طلوع ہوگا۔ یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھکانہ کے لئے یہ  
حکم ہے زبرست علم والے کا۔ (د)

یہی ہزار ہا آثار صحابہ عظام و تابعین کرام و اجماع امت جن سب میں ذکر ہے کہ آفتاب  
طلوع و غروب کرتا ہے آفتاب کو وسط سماء سے ذوال الہرما ہے آفتاب کی طرہ روشن دلاک ہیں کہ  
زمین ساکن محض ہے بدیہی ہے اور خود مخالفین کو تسلیم کہ طلوع و غروب و ذوال نہیں مگر حرکت پر یہ  
تو جس کے یہ احوال ہیں حرکت پر یہ اسی کی حرکت ہے تو قرآن عظیم و احادیث متواترہ و اجماع امت سے  
ثابت کہ حرکت پر یہ حرکت شمس ہے نہ کہ حرکت زمین، لیکن اگر زمین حرکت محوری کرتی تو حرکت پر یہ اسی  
کی حرکت ہوتی جیسا کہ مذکور مخالفین ہے تو روشنی ہو کہ زعم سائنس باطل و مردود ہے۔ پھر شمس کی  
حرکت پر یہ جس سے طلوع و غروب و ذوال ہے نہ ہوگی مگر زمین کہ وہ گرد زمین دورہ کرتا ہے، تو قرآن  
حدیث و اجماع سے ثابت ہوا کہ آفتاب حول ارضی دائرہ ہے، لاجرم زمین مدار شمس کے جون میں ہے





تفسیر ابن عباس میں دونوں جگہ ہے: (مہذا) فراشا (یعنی کھجونا ت) ، نیز یہ  
مضمون قرآن عظیم کی بہت آیات میں ارشاد ہے ، فرماتا ہے ،  
الہم فجعل الارض مہذا ذیۃ

فرماتا ہے ،  
والارض فخر شہما فنعم الماھدون بک  
اور زمین کو ہم نے فرش کیا تو ہم کیا ہی اچھا  
بچانے والے ہیں (ت)

فرماتا ہے ،  
واللہ جعل لکم الارض بساطا  
اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو کھجونا بنایا (ت)

فرماتا ہے ،  
الذی جعل لکم الارض فراشا  
جس نے تمہارے لئے زمین کو کھجونا بنایا۔ (ت)  
اور قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے کہ خود قرآن کریم فرماتے۔

(ب) بچے ہی کا نمد ہو تو وہ کیا اس کے کھجور کو نہیں کہتے۔ جو لیں سورۃ زفرت میں ہے ،  
(مہذا) فراشا کا لہذا للصبی (مہذا) کھجونا بھیجے بچے کے لئے گوارہ۔ (ت)  
لاحرم حضرت شیخ سعدی شاہ ولی اللہ نے مہذا کا ترجمہ طر میں فرش اور زفرت میں بساط  
ہی کیا اور شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر نے دونوں جگہ کھجونا۔

(ج) گوارہ ہی تو اس سے تشبیہ آرام میں ہوگی ذکر حرکت میں ، ظاہر کہ زمین اگر بغرض باطل جنبش  
بھی کرتی تو اس سے نہ سائکنوں کو نیند آتی ہے نہ گرمی کے وقت ہوا لاتی ہے تو گوارہ سے اسے بحیثیت جنبش  
مشابہت نہیں۔ ہے تو بحیثیت آرام و راحت ہے۔ خود گوارہ سے اصل مقصد یہی ہے نہ کہ بڑھانا ، تو وجہ  
تشبیہ وہی ہے نہ یہ۔ لاجرم اسی کو مفسرین نے اختیار کیا۔  
(د) لطیف یہ کہ علامہ نے اس تشبیہ حمد نبی میں اس کو ہی ثابت کیا بالکل قیض اس کا جو آپ

۱۹۵	۱۰/۲۳	۵۳/۲۰	۱۰/۲۳	مکتبہ سرحد مردان	۱۹۵
۲۸/۵۱	۲۸/۵۱	۲۸/۵۱	۲۸/۵۱	۲۸/۵۱	۲۸/۵۱
۲۲/۲	۲۲/۲	۲۲/۲	۲۲/۲	۲۲/۲	۲۲/۲
۲۰۴	۲۰۴	۲۰۴	۲۰۴	۲۰۴	۲۰۴
۱۹/۴۱	۱۹/۴۱	۱۹/۴۱	۱۹/۴۱	۱۹/۴۱	۱۹/۴۱
۱۰/۳۳	۱۰/۳۳	۱۰/۳۳	۱۰/۳۳	۱۰/۳۳	۱۰/۳۳



چاہتے ہیں، تفسیر کبیر میں ہے:

15

15

زمین کا گہوارہ ہونا اس کے ٹھہرنے اور سکن  
ہونے کی وجہ سے حاصل ہوا، اور جب گہوارہ بچے  
کے لئے راحت کی جگہ ہے تو زمین کو اس لئے گہوارہ  
قرار دیا گیا کہ اس میں کئی طرح متعدد راحتیں  
موجود ہیں۔ (ت)

كون الارض مهدا انما حصل لاجل  
كونها واقفة ساكنة ولما كان المهد  
موضع الراحة للصبي جعل الارض  
مهدا لكثرة ما فيها من الراحة

خازن میں ہے:

(جعل لك الارض مهدا) معناه  
واقفة ساكنة يمكن الانتفاع بها  
ولما كانت المهد موضع راحة الصبي  
فلذلك سمى الارض مهدا لكثرة  
ما فيها من الراحة للخلق

(تمہارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا) اس کا معنی  
ہے کہ وہ ٹھہری ہوئی پرسکون ہے جس سے نفع  
اٹھانا ممکن ہے۔ جبکہ گہوارہ بچے کے لئے راحت  
کی جگہ ہے تو اسی لئے زمین کا نام گہوارہ رکھا گیا  
کیونکہ اس میں مخلوق کے لئے کثیر راحتیں موجود  
ہیں۔ (ت)

عظیم شرمینی پھر فتوحات الہیہ میں زیر کبر زخرف ہے:

اعمالو شاء بجلعها متحركة فلا يمكن  
الانتفاع بها فالانتفاع بها انما حصل  
لكونها مسطحة قائمة ساكنة  
یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو زمین کو  
متحرک بناتا جس سے نفع حاصل کرنا ممکن نہ ہوتا۔  
نفع تو اس سے اس صورت میں حاصل ہوا کہ  
وہ ہموار، قرار پکڑنے والی اور سکن ہے (ت)

اس ارشاد و ملا۔ پر کہ زمین متحرک ہوتی تو اس سے انتفاع نہ ہوتا "کاسر لیسان فلسفہ جدیدہ کو اگر  
پر شبہ ہے کہ اس کی حرکت محسوس نہیں، قرآن سے کہتے یہ تمہاری ہوس خام ہے۔ تو زمین دیکھئے ہم نے خود  
فلسفہ جدیدہ کے مسلمات جدیدہ سے ثابت کیا ہے کہ اگر زمین متحرک ہوتی جیسا وہ کہتے ہیں تو یقیناً اس کی

۱۹۶/۴۰ الطبعة البیة المصریة مصر  
۱۰۶/۴۰ تحت آیت ۱۰/۴۰ دار اکتبا علیہ بیروت  
۴۴/۴۰ مصطفیٰ ابی جی مصر  
۱۰۶/۴۰ مفتاح الغیب (تفسیر کبیر) تحت آیت ۱۰/۴۰ الطبعة البیة المصریة مصر  
۱۰۶/۴۰ باب التویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن) تحت آیت ۱۰/۴۰ دار اکتبا علیہ بیروت  
۴۴/۴۰ الفترحات الانبیاء (جمل)

حرکت ہر وقت سخت زلزلہ اور شدید آگیاں لاتی، انسان حیران کوئی اس پر نہیں سکتا۔ زبان سے ایک بات بھگ دینا آسان ہے مگر اس پر جو قہر زدہ ہوں ان کا اٹھنا ہزار بار بائیس پڑتا ہے۔

(۱۱) دیا چو میں جو آپ نے دلائل حرکت زمین کتب انگریزی سے نقل فرمائے الحمد للہ ان میں کوئی نام کو تمام نہیں سب پا در ہوا ہیں، زندگی بالآخر ہے تو آپ ان شاء اللہ تعالیٰ ان سب کا رد و تبلیغ فقیر کی کتاب فوز صہب کی فصل چہارم میں دیکھیں گے بلکہ وہ آخر سطری جو میں نے اول میں لکھ دی ہیں کہ یورپ والوں کو طرز استدلال اصلاً نہیں آتا انھیں اثبات دعویٰ کی تمیز نہیں ان کے ادہام جن کو بنام دلیل پیش کرتے ہیں یہ عین رکھتے ہیں، منصف ذی فہم مناظرہ دان کے لئے وہی ان کے رد میں بس ہیں کہ دلائل بھی انھیں ملتوں کے مابینہ پوس ہیں اور بغضہ تعالیٰ آپ جیسے دیندار و سنی مسلمان کو تو اتنا ہی بھگ لینا کافی ہے کہ ارشاد قرآن عظیم و نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام وسلم مسئلہ اسلامی اجماع امت گرامی کے خلاف کیونکر کرنی دلیل قائم ہو سکتی، اگر بالفرض اس وقت ہماری بکری اس کا رد نہ آئے جب بھی یقیناً وہ مردود اور قرآن و حدیث و اجماع ہے۔ یہ ہے بھگ اللہ شاہ اسلام۔

کتب فقیر: سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات و دراز کار کے سائنس کے مطابق کر دیا جائے۔ یوں تو محاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہتے اسلامی مسائل سے اُسے خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے دلائل سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے جا بجا سائنس ہی کے اقوال ہے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو سائنس کا ابطال و اسکا تہو، یوں قافوں میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہم سائنس دان کو باذہب تعالیٰ دشوار نہیں آپ اُسے یکدم پسند دیکھتے ہیں ہر

وعین الرضاء عن کل عیب کلیدۃ

(رضامندی کی آنکھ ہر عیب کو دیکھنے سے عاجز ہوتی ہے۔)

اُس کے معائب مخفی رہتے ہیں مولیٰ عزوجل کی عنایت اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کر کے اس کے دعاوی باطل مخالفہ اسلام کو بغیر تحقیر و مخالفت دیکھتے اُس وقت ان شاء اللہ العزیز القدر اس کی طبع کاریاں آپ پر گھلتی جائیں گی اور آپ جس طرح اب دیوبندیہ مخذولین پر مجاہد ہیں یونہی سائنس کے مقابل آپ نصرت اسلام کے لئے تیار ہو جائیں گے کہ ہر

وَلَكِنْ عَمِلْتَ السَّخَطَ تَبْدَى السَّاءِ وَبِئْسَ

(لیکن ناراضگی کی آنکھ عیبوں کو عیاں کرتی ہے۔ ت)

مولوی قدس سرہ المعنوی فرماتے ہیں، اسے

دشمن را وحسدا را خوار دل و دزد را منبرند پر دار دار

(اللہ تعالیٰ کے راستے کے دشمن کو ذلیل رکھو، چور کے لئے منبرت بچھا دیکر اسکو سولی پر لٹکتا)

ربہ کریم مجاہد نبی روفت پریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ہیں اور آپ اور ہمارے بھائیوں اہل سنت

قادرانِ وقت کو نصرت دین حق کی توفیق بخشے اور قبول فرمائے، آمین!

اللہ الحق آمین واعف عنا واغفر لنا اسے معبودِ برحق! اپنا ہی دُعا قبول فرما، اور ہمیں سنا

واسمنا انت مولینا فانصرنا فرما دے اور بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو بھدا

علی القوم الکفیرین ۵ والحمد علی ہے۔ تو کافروں پر ہمیں بد دے۔ اور تمام

نعمتیں اللہ رب العالمین کیلئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ درود

علی سیدنا و مولینا محمد و آلہ نازل فرمائے ہمارے آقا محمد مصطفیٰ اور آپ کے آل

وصحبہ و ائمنہ و حزبہ اجمعین ۵ آمین اصحاب، اولاد اور تمام اُمت پر۔ آمین۔ اور

واللہ تعالیٰ اعلم۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (ت)

رسالہ

نزول آیات فرقان بسکونت منہین و آسمان

نغم ہوا